25

اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو

(فرمودہ ۷ ر اکتوبر ۱۹۲۱ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

انسان کی ترقی اور اس کی کامیابی اور خدا کے حضور سرخرو ہونے کے لئے کچھ قواعد مقرر ہیں۔ ان کی نگہداشت کے بغیر نہ ترقی ہو سکتی ہے نہ انسان کامیاب ہو سکتا ہے اور نہ خدا کے حضور سرخرو ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ سب باتیں ناممکن ہو جاتی ہیں۔ جب تک اس رستہ کو اختیار نہ کیا جائے کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ خالی زور کسی جگہ کام نہیں آتا آج علوم کی ترقی میں جاہل سے جاہل انسان بھی جانتا ہے کہ زور تدبیر کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بڑے بڑے پہلوانوں کو چنے کے برابر گولی ختم کر سکتی ہے۔ گاؤں کے گاؤں کا صفایا آنکھ سے نظر نہ آنے والے کیڑوں کے ذریعہ ڈاکٹر اور سائنس دان لوگ کر سکتے ہیں۔ یہ جنگ جو جرمن فرانس اور انگلستان وغیرہ ممالک کے درمیان ہوئی اس میں جانبین نے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اس طریق کو اختیار کیا کہ کہیں تپ محرقہ کے جراثیم اور کہیں ہیضہ کے جراثیم سے اپنے بنی نوع کی جانیں لیں۔ یہ وہ ہتھیار تھے جو نظر نہ آتے تھے۔ مگر کس طرح ان سے ہزاروں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ریل کا ایک انجن اس قدر وزن کھینچ کر لے جاتا ہے کہ پچاس ہاتھی بھی اتنے بوجھ کو جنبش نہیں دے سکتے۔ یہ سب تدبیر کے کھیل ہیں۔

غرض وہی کام جو زور سے نہیں ہو سکتا تدبیر سے احسن طور سے ہو سکتا ہے۔ اسی نکتہ کو نہ سمجھنے کے باعث لوگوں نے اسلامی عبادات کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ اسلام نے پانچ وقت نماز فرض کی ہے مگر یہی نماز بعض اوقات میں پڑھنی ناجائز قرار دی ہے۔ روزے رکھنے حلال ہیں اور فرض ہیں مگر زیادہ سے زیادہ اگر کوئی نفلی روزے رکھنے چاہے تو ایک دن چھوڑ کر رکھ سکتا ہے۔ ہمیشہ روزہ نہیں رکھا جا سکتا۔ اور بعض ایام میں قطعاً" حرام قرار دیا گیا ہے۔ اپنے اموال کا غربا میں تقسیم کرنا ثواب کا موجب ٹھہرایا بلکہ بعض اوقات فرض کیا ہے۔ مگر مرنے والے کو اپنے مال سے ایک ثلث

سے زیادہ دینے کی ممانعت کی ہے۔ تو عبادات مقرر کی ہیں۔ اور ان پر زور دیا ہے مگر انہی عبادتوں کے بجالانے سے دوسرے وقت میں روک بھی دیا ہے۔ لیکن اسلام کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا بعض نے رات کی عبادت کو ضروری بتایا ہے اور کہدیا کہ ساری رات الٹے لٹکے رہو۔ یا کھڑے رہو۔ بعض نے مال خدا کی راہ میں دینے کا حکم دیا اور کہدیا کہ سارے کا سارا دو۔ روزے کا حکم دیا اور ساری عمر کے لئے دیا۔ غرض اسلام نے عبادت کو ایک گر اور قاعدے کے ماتحت رکھا ہے۔ تاکہ اس کا کوئی نتیجہ اور فائدہ مترتب ہو۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ تم اگر ایک گز زمین میں دس من غلہ ڈھیر کردو اور توقع یہ رکھو کہ اس سے بہت سا غلہ پیدا ہوگا۔ تو یہ غلطی ہوگی بلکہ اس دس من کی بجائے ایک چھٹانک غلہ اتنی زمین میں ڈالا جائے تو وہ اس دس من سے زیادہ پھل دے گا۔ کیونکہ یہ بھی قاعدہ ہے کہ ایک بیج جو زمین میں ڈالا جائے اس میں سے ہر ایک دانے میں کچھ فاصلہ ہونا چاہیئے۔ گیہوں یا مکی یا باجرہ یا کوئی اور جنس من بھر زمین میں ڈال دی جائے اور اس قاعدے کو مدنظر نہ رکھا جائے تو بے وقوفی ہوگی۔ من بھر وہ کام نہیں دے سکتا جو قاعدے کے ماتحت ڈالا ہوا ایک چھٹانک دے سکتا ہے۔

بہت لوگ ہیں جو اس نکتہ کو نہیں سمجھتے وہ خدا کو خود ساختہ اور ایسے رستوں سے ملنا چاہتے ہیں جن سے وہ نہیں ملتا۔ خود قاعدے بناتے ہیں۔ اور قدرتی اور خود خدا کے بتائے ہوئے قاعدوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر ان سے کہاں خدا مل سکتا ہے۔ اس طرح تو خواہ ساری عمر لٹکتے رہو۔ خواہ اپنا سارا مال اپنے بنی نوع کی خاطر قربان کردو۔ خواہ تم کتنا ہی خوف ظاہر کرو۔ عبادت میں سختی اٹھاؤ۔ اپنا مال خرچ کرنا۔ خدا سے خوف ظاہر کرنا جب اس طریق پر ہوگا جس طریق پر خدا نے بتایا ہے تو اس کا کوئی مفید نتیجہ ہوگا۔ زکوٰۃ دو۔ مگر اس طرح دو جس طرح خدا اور رسول نے بتایا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو سچے مذہب والے دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں کم عبادت کرتے ہیں۔ غیر احمدی تم سے زیادہ نمازیں پڑھتے ہیں تم سے زیادہ مالی قربانیاں کرتے ہیں۔ تم سے زیادہ حاجی ہیں۔ تم سے زیادہ شب بیدار اور تسبیح خواں ہیں ان میں سے اکثروں کی تسبیح کو اگر بچھایا جائے تو اس سارے صحن میں پھیل جائے۔ وہ ہزار ہزار دانے اور اس سے بھی زیادہ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ خدا رسیدہ نہیں ہیں۔ وہ راتوں کو کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ان کے پاؤں سوج کر پھٹنے کے قریب ہو جاتے ہیں۔ وہ روزے رکھتے ہیں بھوک سے ان کی کمریں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اور آنکھیں گڑھوں میں دھنس جاتی ہیں۔ باوجود اس کے ان میں سے بہت سے ابلیس سے کم نہیں ہوتے۔ وہ کرتے ہیں اور بہت کچھ کرتے ہیں۔ مگر جس قدر کرتے ہیں وہ خدا کے حکم اور رسول کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق نہیں کرتے دیکھو اگر تم قاعدے سے کام لو تو ایک دیا سلائی کو خشک پتوں یا باریک ٹہنیوں میں

لگاؤ اور پھران پر بتدریج موٹی لکڑیاں رکھتے جاؤ تو وہ دیا سلائی جنگل کے لئے کافی ہوگی۔ لیکن اگر آگ کے ڈھیر پر سبز درخت کاٹ کر ڈال دو تو وہ نہیں جلے گا۔

پس خوب یاد رکھو کہ خدا تب ہی مل سکتا ہے جب خدا کے مقرر کردہ ذرائع کے مطابق عمل کیا جائے۔ مگر بہت ہیں جنھوں نے اس پر عمل نہیں کیا اور نہ اس پر غور کیا ہے۔ زبان پر ان کے احمدیت ہے مگر دل میں نہیں۔ ایسے بہت کم ہیں جنھوں نے کچھ حاصل کیا ہے۔ اور بہت ہی کم ہیں جن کے چہروں پر مجھے ایمان نظر آتا ہے۔ ان کے دل یقین سے خالی ہیں۔ وہ یقین جس سے خدا ملتا ہے میں نے تمہاری حالت پر اس وقت بھی غور کیا جبکہ مجھ پر تمہاری کس قسم کی ذمہ داری نہ تھی۔ اور اس وقت بھی غور کیا جبکہ تمہاری تمام تر ذمہ داری مجھ ہی پر پڑ گئی۔ لیکن میں نے تمہیں دونوں زمانوں میں کچا پایا۔ اور اس بات کا مشاہدہ کیا جو مسیح موعود کے منہ سے تمہارے متعلق نکلی تھی کہ میں جدھر تمہیں لے جانا چاہتا ہوں ابھی تو تم نے ادھر منہ بھی نہیں کیا۔ بعض نادان کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس پیشگوئی کو پورا کریں گے۔ میں کہتا ہوں کہ مومن کے حق میں جو بری پیشگوئی ہو مومن کا فرض نہیں ہوتا کہ اس کو پورا کرے مومن کا یہ تو فرض ہوتا ہے کہ اگر اس کے متعلق یہ پیشگوئی ہو کہ وہ خدا کی راہ میں روپیہ دے گا۔ یا جائداد کو خدا کی رضا کے لئے لٹا دے گا۔ تو وہ اس کے دینے میں سستی نہ کرے اور اس وقت کا منتظر نہ رہے کہ آسمان سے فرشتہ آئے اور اس سے جائداد چھوڑا دے۔ چاہیئے کہ خود چھوڑ دے تاکہ اس کو دو ثواب ملیں اول یہ کہ اس نے خدا کے دین کی خدمت کی اور دوسرے یہ کہ اس نے اس اچھی پیشگوئی کو پورا کیا۔

لیکن ایسی پیشگوئی اگر اس کے متعلق ہو کہ یہ فلاں کو قتل کرے گا یا اس سے اور کوئی بدی یا گناہ کا کام سرزد ہوگا۔ تو اس کا فرض ہے کہ اس کو ٹلانے کے لئے خدا کے حضور میں سر رکھ دے اور اپنی ناک کو اس قدر رگڑے کہ خواہ وہ گل جائے یا گھس جائے مگر اس وقت تک سر نہ اٹھائے جب تک کہ خداتعالیٰ کا یہ وعید اس سے نہ ٹل جائے۔ پس اگر کوئی نادان کہہ دے کہ ہم اس پیشگوئی کو پورا کریں گے۔ تو ایسا کہنا اس کی جہالت اور نادانی ہوگی۔ نیز میں کہتا ہوں کہ کہ مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ جدھر میں بلاتا ہوں یا لے جانا چاہتا ہوں تم میں سے بہتوں نے ادھر منہ بھی نہیں کیا بطور پیشگوئی نہیں ہے۔ بلکہ آپ نے پچھلا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ تم نے ابھی ادھر منہ بھی نہیں کیا۔ یہ تو تمہاری اس وقت کی حالت کا اظہار ہے۔ اب دیکھو مسیح موعود کا زمانہ گزر گیا۔ اور اس کے خلیفہ اول کا زمانہ بھی گذر گیا۔ اب تم دوسرے خلیفہ کے زمانہ سے گزر رہے ہو تم نے اب بھی ادھر منہ نہیں کیا پھر تم ہی بتاؤ کہ اگر تم نے اب تک ادھر منہ نہیں کیا تو وہ کونسا وقت آئے گا جب تم ادھر منہ کرو گے اور جب کہ ابھی تم نے منہ بھی ادھر نہیں کیا۔ تو نہیں معلوم وہ کونسا زمانہ

ہو گا جو تم اس راستہ پر چلو گے۔ کیا تم لوگوں نے زندگی کا ٹھیکہ لیا ہے۔ کہ تم نہیں مرو گے۔ جب تک کہ تم اپنے مقصد کو پاؤ گے وہ کیا تبدیلی آئے گی۔ اور کب آئے گی جب تم مسیح موعود کے بتائے ہوئے راستے پر چلو گے۔

مومن اور مسلم کے الفاظ سے ہی تمہارے فرائض کا پتہ لگتا ہے مگر تم اس پر غور نہیں کرتے۔ مسلم کہتے ہیں فرمانبردار کو ایسا فرمانبردار جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کردے۔ مومن اس کو کہتے ہیں جس کو خدا پر کامل یقین ہو۔ جو امن میں ہو اور دنیا کو امن دینے والا ہو۔ لیکن تم میں سے ہر ایک اپنی حالت پر غور کرے کہ کیا تم میں یہ حالت ہے تم ان صفات کو اپنے اندر پاتے ہو؟ چھوٹی چھوٹی باتوں پر تم کو ابتلا آجاتا ہے۔ ترقی نہ ملے تو تمہارا ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ معمولی باتوں پر جو لوگ کہتے ہیں کہ ان کو ابتلا آگیا وہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ ابتلا برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر کہیں کہ بڑی بڑی ٹھوکریں انہوں نے کھائیں۔ اور سلامت رہے تو میں کہوں گے کہ وہ ٹھوکریں ان کے لئے ابتلا نہ تھیں ان کے لئے یہی ابتلا تھا جس کو برداشت نہ کر سکے۔ کیا ترقی کا نہ ہونا یا کسی اور معاملہ میں ان کی خواہش کا پورا نہ ہونا ایسا ہے جس سے ان کا ایمان متزلزل ہو جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے جن کا مسیح موعود کی آمد یا صداقت سے کوئی تعلق نہیں تم میں سے بڑے بڑوں کو یعنی ان کی جو دوسروں کو بڑے اور اہل الرائے نظر آتے ہیں۔ مسیح موعود پر شک پیدا ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ایسی کمزوریاں ایمان کی کمزوری پر دلالت کرتی ہیں تو اس قسم کی کمزوریاں تو صحابہ میں بھی تھیں۔ مگر میں کہتا ہوں بعض صحابہ نے بھی کمزوریاں دکھائیں لیکن کمزوریاں دکھانے والوں کے مقابلہ میں ثبات اور جرأت ایمانی دکھانے والوں کی تعداد بہت اور بہت زیادہ ہے۔ تم میں سے تو کمزوریاں دکھانے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اور صحابہ میں جرأت ایمانی دکھانے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ تم میں ثبات دکھانے والے ایک دو ہیں اور وہ بھی ہندوستان سے باہر ہیں۔ تم میں کم ہیں جن کے متعلق میرا دل گواہی دیتا ہو کہ وہ خواہ کیسے ہی حالات میں سے گزریں۔ ان پر کوئی ابتلا نہیں آسکتا۔

تم میں ابھی ایسے لوگ ہیں جو توقع رکھتے ہیں کہ ان سے مولفۃ القلوب والا معاملہ کیا جائے۔ حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں ایک شخص جو کئی برس سے مسلمان ہو چکا تھا مجھے کہنے لگا مولفۃ القلوب سے مدد دو۔ حالانکہ مولفۃ القلوب وہ لوگ ہوتے ہیں جو بعض دنیاوی رکاوٹوں سے اسلام کا اظہار نہ کر سکتے ہوں اور ان روکوں کے دور کرنے میں ان کی مدد کی جائے۔ تاکہ وہ جرأت سے اسلام کا اظہار کر سکیں۔ اگر تم باوجود زبان سے اقرار اسلام و ایمان کرنے کے پھر بھی مولفۃ القلوب کے سے سلوک کے متوقع ہو تو مومنوں میں کب شامل ہوگے۔ ایسے لوگوں سے مولفۃ القلوب اچھے ہیں

کیونکہ ان کی امید ہے اور یہ اقرار کے باوجود پھر پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ اور ایمان پر مضبوط نہیں اور ان کے قدم لڑکھڑا رہے ہیں۔ ابھی تو تمہاری وہ حالت بھی نہیں جو تم دعویٰ کرو کہ تم مومن ہو۔ مگر خدا کہے کہ تم مومن نہیں بلکہ مسلم ہو۔ گویا ابھی خدا سے مسلم کا خطاب پانے کے لئے ایک اور زمانہ آنے کے امیدوار ہو۔ پس ابتلا وہی ہے جس کو انسان محسوس کر سکے اور قدم لڑکھڑانے لگیں۔ اور پھر ایمان پر ثابت قدمی ہو۔ یہ نفس کا دھوکہ ہے کہ کہا جائے ہم نے فلاں فلاں ابتلا کو برداشت کیا اصل بات یہ ہے کہ جس کو برداشت کر لیا وہ ابتلا تمہارے لئے نہ تھا۔ بلکہ اوروں کے لئے تھا۔

اگر تم خدا سے ملنا چاہتے ہو تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم ان قواعد پر عمل کرو جن سے خدا ملتا ہے ورنہ تمہارے تمام دعاوی سراب کی طرح ہوں گے۔ جن سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اگر تم اصلاح کرو۔ جیسا کہ یہ اصلاح کا زمانہ ہے۔ تو عرفان کے ایسے ایسے دروازے کھلے ہیں۔ جن میں داخل ہو کر انسان کی ہستی بالکل بدل جاتی ہے۔ جو شخص ابتلاء میں اپنی جگہ سے ہل جاتا ہے۔ اصل میں اس نے لطف ایمان دیکھا ہی نہیں۔ ایمان تو کیا اس میں بشاشت ایمان بھی داخل نہیں ہوئی۔ کیونکہ رسول اللہ فرماتے ہیں۔ کہ جس کے دل میں بشاشت ایمان داخل ہو جائے۔ پھر خواہ اس کو آگ میں ڈالا جائے۔ تب بھی وہ ایمان سے منہ نہیں پھیر سکتا۔ا۔ لیکن جس شخص کی آنکھیں قرآن ہوں۔ دماغ قرآن ہو۔ اور کان اور منہ قرآن ہو۔ ہاتھ پیر اور جسم کے باقی اعضاء قرآن ہوں۔ پھر اس پر ابتلاء آنے کے کیا معنی؟

تمہاری حالت بہت خطرناک ہے۔ تم نجات کے دروازے سے ابھی بہت دور ہو۔ تمہارے اچھے لیکچرار جو بہت اچھا بیان کر سکتے ہیں اور خوب دلائل دے سکتے ہیں ان کی حالت بھی ایسی ہی ہے کہ وہ اس پیاسے کی مانند ہیں جس نے لق و دق بیان میں پانی کا چشمہ پالیا اور اس پر پہنچ کر بجائے پانی پینے کے ناچنے لگ گیا۔ تم اپنی تقریروں میں حقانیت اسلام کے دلائل دیتے ہو۔ جس کے معنی ہیں کہ ہم نے چشمہ پالیا۔ لیکن اپنی تشنہ لبی تم نے نہیں بجھائی۔ مسیح کی وفات کی دلیل دینا مسیح موعود کی صداقت کے دلائل بیان کرنا یہی بتاتا ہے کہ حق کیا ہے شیریں پانی کا چشمہ کہاں ہے۔ مگر اس سے کیا جبکہ تم پیاسے کے پیاسے ہی رہے۔ تمہارے دلائل سے یہ تو معلوم ہوا کہ تمہیں صحیح راستہ معلوم ہو گیا مگر جب تم اس پر چلتے نہیں تو کیا حاصل؟

شاید تم موازنہ کرنے لگو۔ کہ غیر احمدیوں' عیسائیوں اور یہودیوں کی نسبت ہم اچھے ہیں۔ مگر یہ غلطی ہوگی۔ کیونکہ خوبی یہ نہیں کہ کہا جائے فلاں اندھا ہے۔ ہم کانے ہیں۔ یا فلاں کے دونوں ہاتھ نہیں۔ ہمارا ایک ہاتھ ہے۔ خوبصورتی یہ ہے۔ کہ دونوں آنکھیں یا دونوں ہاتھ ہوں۔ ضرورت یہ ہے کہ پاس ہونے کے لئے جتنے نمبروں کی ضرورت ہو۔ اتنے لئے جائیں نہ یہ کہ کسی فیل ہونے

والے سے ایک آدھ نمبر میں بڑھ کر اپنی کامیابی کی توقع رکھی جائے۔

یہ باتیں ایسی نہیں جو غفلت سے گذار دو۔ اب مہلت دینے کا وقت نہیں۔ اب ضرورت ہے۔ کہ تم میں سے ہر ایک تمہارے واعظ اور جن کو وعظ کیا جاتا ہے۔ تم میں سے استاد اور شاگرد' معلم اور متعلم' لیڈر اور پبلک' مقتدا اور مقتدی' امام اور پیچھے چلنے والے' چھوٹے اور بڑے غور کریں کہ انہوں نے کہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود کی لائی ہوئی تعلیم کو سمجھا ہے۔ اور اس پر عمل کر رہے ہیں اور ان کا کہاں تک خدا سے تعلق ہے۔ اور کہاں تک اسلام ان کے دلوں میں ہے۔ اور ان کی حالتوں سے ظاہر ہے۔ اگر انہوں نے ان باتوں کو نہ چھوڑا۔ جو اسلام کے خلاف ہیں۔ اور اپنی حالت میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ تو تم نے دو آگوں کو اپنے گرد جمع کر لیا۔ دنیا سے بھی جنگ کی اور خدا سے بھی۔ باقی لوگ جو ہیں وہ صرف خدا سے برسر جنگ ہیں اور تم اس صورت میں دنیا سے بھی اور خدا سے بھی برسر جنگ ہو۔ اس حالت کو تم خود سوچ لو۔ کہ تمہاری حالت کس قدر خطرناک ہے۔

(الفضل ۱۷/ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

ا۔ بخاری کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان